بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت گرامی...

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ زکوٰۃ کے باب میں سونے چاندے کے مخلوط نصاب کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے، جس کی اہمیت آج کل اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس اہمیت اور بعض پیچیدگیوں کے باعث بعض حضرات نے صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا شروع کیا ہے، جو کہ مناسب بھی ہے۔

کاغذی نوٹ سکوں اور مال تجارت کے لیے معیار کیا ہونا چاہیے

س سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب اپنی کتاب کتاب الزکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

"عصر حاضر میں جبکہ سونے اور چاندی کے نصاب میں آسمان وزمین کا فرق ہے ان فقہاء اور ائمہ مجتہدین کا قول زیادہ مناسب اور اعدل معلوم ہوتا ہے جو سونے چاندی کو قیمت کے اعتبار سے ضم کرنے کے بجائے اجزاء اور وزن کے اعتبار سے ضم اور جمع کرنے کے قائل ہیں۔ اور اسی پر قیاس کر کے عصر حاضر میں سونے چاندی دونوں نصابوں کی قیمتوں کے مجموعے کے نصف کو کاغذی نوٹوں سکوں، اور مال تجارت کے لیے معیار قرار دیا جاسکتا ہے۔"

یہ موقف تقریباً بیس پچیس سال پہلے حضرت سید مفتی مختار الدین شاہ صاحب تحریر فرما چکے تھے، اور اس ن اسے بعض مشائخ نے پسند بھی کیا تھا۔

آں حضرات کی خدمت میں مذکورہ بالا موقف تفصیل سے ارسال خدمت ہے، براہِ کرم اپنی رائے دے ون فرمائیں۔

Scanned by CamScanner

کرنسی یعنی نوٹوں، روپیہ وغیرہ کا نصاب

آج کل تمام کاروبار لین دین اور تجارت کا دارومدار کاغذی سکوں اور نوٹوں پر ہے۔ ان ہی کے ذریعے خرید وفروخت ہوتی ہے، اور یہی نوٹ تنخواہوں وغیرہ کی ادائیگی میں دیئے جاتے ہیں، اور یہی کاغذی سکے اور نوٹ جس کے پاس جس قدر زیادہ ہوں اسی قدر اس کو مالدار بھی کہا جاتا ہے۔ کوئی لاکھ پتی ہوتا ہے کوئی کروڑ پتی وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں سونے چاندی کی دھاتوں کے ذریعے لین دین اور کاروبار تقریباً ختم ہو چکا ہے اور سونے چاندی کے سکوں کے بجائے آج کل تمام قوموں اور ملکوں میں عام طور پر کاغذی نوٹوں اور سکوں کا رواج ہے۔ موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان نوٹوں کے لیے چاندی کے نصاب کو اصل اور معیار مانا جائے یا سونے کے نصاب کو؟ اس مسئلہ میں علماء کی اکثریت نوٹوں اور تجارتی سامان کے لیے چاندی کو معیار قرار دیتی ہیں اور اس کے برعکس بہت سے علماء خصوصاً علمائے عرب کی اکثریت ان کے لیے سونے کو معیار قرار دیتی ہیں۔ یہاں دونوں طرز فکر والوں کے دلائل اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔

نوٹوں کے لیے سونے کے نصاب کو معیار بنانے کے دلائل

جو لوگ سونے کے نصاب کو سکوں اور تجارتی سامان کے لیے معیار بنانے کے قائل ہیں ان کے مضبوط دلائل یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سونے کو جو قدر و قیمت بخشی ہے وہ چاندی کو نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی کتاب میں سونے چاندی دونوں کے بیان میں سونے کو مقدم رکھا ہے۔ مثلاً فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ"

"اور جو لوگ سونا اور چاندی ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں......" (توبہ ۳۴)

نوٹوں کی کرنسی کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا دارومدار سونے پر ہے، اور صرافوں سے سونے کا بھاؤ پوچھا جاتا ہے۔ ایسی میں مناسب یہی ہے کہ کرنسیوں اور نوٹوں کو اور ان سے خریدے جانے والے تجارتی سامان کو سونے کے تحت قرار دیا

مویشیوں کا نصاب مثلاً اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ اور بکریوں کا نصاب چالیس بکریاں ہیں۔ جب ہم اس کا موازنہ نصاب (جو کہ ساڑھے باون تولہ ہے) سے کرتے ہیں تو ان کے درمیان کوئی توازن نظر نہیں آتا۔ اس قدر چاندی اونٹ بلکہ دو تین بکریاں بھی نہیں خریدی جا سکتیں۔ البتہ سونے کا نصاب اس سے کسی حد تک قریب ہے۔

ن کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شریعت کے مقرر کردہ ایک نوع نصاب کو دوسرے نوع نصاب پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ہت نے ہر نوع کے لیے جداگانہ نصاب مقرر فرمایا ہے۔ اس میں اس کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ سب کی قدر و قیمت اس کا لحاظ کیا گیا ہے کہ کس قسم کے مال والا کم از کم کتنی مقدار سے غنی تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا اونٹ کا پیشہ رکھنے

Scanned by CamScanner

والا کم از کم پانچ اونٹوں سے عرف میں غنی سمجھا جاتا ہے۔ اونٹ کا پیشہ رکھنے والے کے پاس ایک دو اونٹ ہوں تو اس کو عرف میں غنی نہیں کہا جا سکتا۔ اگرچہ اونٹ کی قیمت لاکھوں روپے کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بکریوں کا پیشہ اختیار کرنے والا بکریوں والا اس وقت کہلاتا ہے کہ جب اس کے پاس کم از کم چالیس بکریاں ہوں۔ دس بیس بکریاں رکھ کر کوئی بکری والا نہیں کہلا سکتا، خواہ ان بکریوں کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونے سے زیادہ کیوں نہ ہو۔ غرض شریعت نے ہر نوع مال کے لیے الگ معیار غنا قرار دیا ہے جو عرف کے عین مطابق ہے۔ آخر یہ کیوں نہیں دیکھا جاتا کہ شہر میں بسنے والے دیہاتی انسان کے لیے دو بکریاں بھی قابل قدر ہیں جبکہ بکری کے پیشہ والوں کے لیے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ بکریوں کے ریوڑ والا بکری دے سکتا ہے مگر دس روپے دینا اس پر گراں گزرتا ہے۔ ایک خالص کاشتکار کے لیے منوں غلہ صدقہ کرنا آسان ہے مگر اس سے سو روپے کا مطالبہ کیا جائے تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ اسی طرح شہری کاروباریوں کے لیے ہزاروں روپے دینا آسان ہے مگر پانچ دس کلو اناج کا مطالبہ ان سے کر دیا جائے تو ان پر گراں گزرے گا۔ نیز اگر شریعت کو قدر و قیمت کے لحاظ سے یکساں معیار مطلوب ہوتا تو ہر نوع کے لیے الگ الگ نصاب کی ضرورت کیا تھی، بلکہ سونا یا چاندی یا جانوروں میں سے کسی بھی ایک کو نصاب مقرر کر کے حکم دیا جاتا کہ اس قیمت کو جو مال پہنچے اس کا مالک غنی اور صاحب نصاب ہے۔ اس پر زکوۃ فرض ہے۔

غور کیجیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی الگ الگ نصابوں میں مالیت کے اعتبار سے تفاوت تھا، مثلاً صحیح بخاری اور دوسری صحاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"جس کے پاس اونٹ جذعہ کے نصاب تک پہنچ جائے اور اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے حقہ لیا جائے اور مزید دو بکریاں یا بیس درہم وصول کیے جائیں گے۔ اور جس کے پاس اونٹ حقہ کے نصاب تک پہنچ جائے اور اس کے پاس حقہ کے بجائے جذعہ ہو تو اس سے جذعہ لیا جائے اور دو بکریاں یا بیس درہم اس کو واپس کر دیئے جائیں گے۔" الحدیث

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکریوں کا نصاب (چالیس بکریاں) خود عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی چاندی کے نصاب سے دوگنا تھا۔ یعنی چالیس بکریاں چار سو درہم کے برابر تھیں۔ کیا اس وقت یہ بات نہیں کہی جا سکتی تھی؟ اور یہ بڑی حیرت انگیز ت ہے کہ جو آدمی انتالیس بکریوں کا مالک ہو وہ شریعت کی نگاہ میں مالدار نہ ہو اور اس پر زکوۃ فرض نہ ہو حالانکہ وہ اس وقت ے لحاظ سے تین سو نوے درہم کی مالیت رکھتا ہے، اور جو شخص دو سو درہم کا مالک ہو وہ شریعت کے نزدیک مالدار قرار پائے۔ ر اس پر زکوۃ فرض ہو۔ حالانکہ وہ اس سے صرف بیس بکریاں خرید سکتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے نصاب کی ین میں ہر مال کے ذوق و مزاج کی رعایت فرمائی ہے جس مال کا ذوق و مزاج جس قدر نصاب کا تقاضا کرتا ہے اس قدر نصاب کے لیے مقرر کر دیا۔

Scanned by CamScanner

۵۔ نبی کریم ﷺ کے دور کے بعد چاندی کی میں قیمت کافی اتار چڑھاؤ آیا اور چاندی اپنی اصلی قیمت پر نہ رہی بلکہ جس طرح دوسری چیزوں کی قیمتیں کم و بیش ہوتی رہتی ہیں اسی طرح چاندی کی قیمت میں بھی تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ اس کے برعکس سونے کی قیمت تقریباً اپنی حالت پر رہی اس میں اتار چڑھاؤ بہت کم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاندی اختلاف زمانہ سے متاثر ہوتی رہتی ہے جبکہ سونے پر گردش ایام کا کم اثر پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ معیار وہی چیز بن سکتی ہے جو ہر دور میں یکساں قدر و قیمت کی حامل رہے۔ یہ بات سونے میں پائی جاتی ہے۔

اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ پوری تاریخ میں چاندی کی قیمت گھٹنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ درہم کی قیمت گھٹنے کا ذکر ہے اور تاریخی اصول سے یہ ثابت ہے کہ درہم کی قیمت گھٹنے کا سبب اس میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ تھی۔ جوں جوں درہم میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ بڑھتی گئی درہم کی قیمت گھٹتی گئی۔ غرض چاندی کی قیمت بھی سونے کی طرح یکساں رہی۔ البتہ درہم کی قیمت بدلتی رہی، اور نصاب کے لیے درہم کی قیمت کا اعتبار نہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قیمتوں کی تبدیلی طلب و رسد پر موقوف ہے۔ جس چیز کی طلب زیادہ اور رسد کم ہوتی ہے وہ گراں اور جس کی طلب کم اور رسد زیادہ ہوگی وہ ارزاں ہوگی۔ اور اس کا تعلق کسی بھی چیز سے ہو سکتا ہے۔ خود سونا بھی اس سے بالکلیہ مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

نوٹوں کے لیے نصاب چاندی کو معیار قرار دینے والوں کے دلائل

جو علماء کرام نوٹوں کے لیے چاندی کے نصاب کو معیار قرار دیتے ہیں ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ چاندی کے نصاب پر اجماع ہے اور صحیح اور مشہور حدیثوں سے چاندی کا نصاب ثابت ہے اور سونے کے نصاب میں کوئی صحیح اور مضبوط حدیث موجود نہیں۔

۲۔ چاندی کا نصاب غریبوں کے مفاد میں ہے کیوں کہ چاندی کے نصاب کا اعتبار کرنے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور فقہائے اسلام نے صراحت کے ساتھ یہ تحریر کیا ہے کہ نصاب میں اس نصاب کو ملحوظ رکھا جائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع اور فائدہ ہو۔

۳۔ چاندی کے نصاب کا اعتبار کرنے میں کم مقدار مال پر زکوۃ ادا کرنی پڑے گی، اور سونے کو اصل معیار ماننے میں کافی مال جمع ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ انسان کی طبیعت میں حرص اور بخل ہے، اور زکوۃ کی وجہ سے انسان کے بخل و حرص کو ختم کرنا بھی مقصود ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے نصاب کو اصل قرار دیا جائے جو حرص و بخل کو ختم یا کم کرنے میں زیادہ مؤثر ہو اور جلد استعمال میں آسکنے والا ہو نہ کہ وہ نصاب جس سے زکوۃ اس وقت ادا کی جائے جب کہ حرص و بخل طبیعت میں جڑ پکڑ چکے ہوں پھر اس کا ازالہ مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر تو چاہیے کہ سونے کے نصاب کو سرے

Scanned by CamScanner

سے ہی ختم کیا جائے۔ جس شخص کے پاس صرف آدھ تولہ سونا ہے جو کہ چاندی کے نصاب کو پہنچتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہو، ورنہ ساڑھے سات تولے سونے تک بخل و حرص بڑ پکڑے گا۔

۳۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے کیوں کہ چاندی کا نصاب پورا ہونے کے بعد مالیت کا سونے کے نصاب تک پہنچنے کے انتظار میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے میں حرام کا شبہ ضرور موجود رہے گا۔

کاغذی نوٹوں اور سکوں کے لیے سونے کا نصاب نامناسب معلوم ہوتا ہے

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ کاغذی نوٹوں اور سکوں کے لیے سونے کے نصاب ہی کو اصل قرار دینا درست نہیں کیوں کہ چاندی کے نصاب پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ بعض فقہا کے نزدیک چاندی کا نصاب ہی اصل ہے، اور انھوں نے سونے کے لیے بھی اسی کو اصل معیار قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس سونے کے نصاب میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ ایسی صورت میں نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک سے برابر متفقہ طور پر چلے آئے ہوئے نصاب کو نظر انداز کر کے سونے ہی کو اصل معیار قرار دینا نامناسب اور تقاضوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جب کہ چاندی کے نصاب میں فقرا کا نفع بھی ہو۔

سکوں کے لیے چاندی کا نصاب معیار بنانا بھی قابل نظر ہے

چاندی کو ترجیح دینے میں اگرچہ فقرا کا نفع ہے، اور بہت سے فقہا اور علمائے اسلام نے دونوں نصابوں کی مالیت میں کمی بیشی کی صورت میں انفع للفقرا کو ترجیح دی ہے۔ اور وجہ ترجیح اس وقت یقیناً نہایت مناسب تھی، جبکہ دونوں نصابوں میں اس قدر نمایاں فرق نہیں تھا اور دونوں نصابوں میں سے ہر ایک نصاب کا انفع للفقرا بن سکنے کا امکان تھا۔ لیکن موجودہ دور میں انفع للفقرا کو ترجیح دینے میں سونے کے نصاب کو سرے ہی سے ختم کر دینا اور سونے کو چاندی کے نصاب کے تابع بنانا ہے اور یہ مناسب اور درست نہیں کیوں کہ قرآن و حدیث اور شریعت مطہرہ میں کوئی ایسی صراحت موجود نہیں جس کی بنا پر کسی ایک نصاب کو اصل اور معیاری اور دوسرے کو اس کے تابع کر دیا جائے اسی وجہ سے جمہور فقہائے اسلام نے دونوں نصابوں کو مستقل حیثیت دی ہے اور کسی ایک کو دوسرے کے لیے اصل اور معیار نہیں ٹھہرایا ہے اور سکوں کے لیے چاندی کا نصاب معیار قرار دینے میں سونے کے نصاب کو بالکلیہ ختم کر دینا ہے حالانکہ عصر حاضر میں چیزوں اور سکوں کی مالیت اور قیمت عام طور سونے کے بھاؤ سے مقرر کی جاتی ہے۔ رہی یہ بات کہ چاندی کے نصاب میں فقرا کا فائدہ ہے تو ایسی صورت میں جہاں فقرا کا فائدہ ہے وہاں ان لوگوں کے ساتھ ناانصافی بھی ہے جن پر زکوٰۃ عائد کی جاتی ہے کیوں کہ زکوٰۃ دینے والے صرف بڑے بڑے زمیندار اور سرمایہ دار تو نہیں ہوتے، بلکہ ان کی اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے پاس صرف اس قدر مال ہوتا ہے جن سے ان کا بمشکل گزارہ ہوتا ہے اور وہ اپنی ضروریات سے جو کچھ بچاتے ہیں، مثلاً پانچ دس ہزار روپیہ تو صرف ہنگامی ضرورتوں کے لیے بچاتے ہیں بلکہ بہت سی بیوہ بے کس عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے پاس صرف ایک آدھ تولہ کا زیور ہوتا ہے اور ساتھ

پانچ دس روپیہ پاکستانی بھی ہوتے ہیں ایسی صورت میں ان پر بھی زکوۃ عائد ہوگی۔ حالانکہ فقیر عورتیں اس قدر تھوڑے زیور کو صرف ہنگامی ضرورتوں کے لیے رکھتی ہیں، بلکہ چاندی کے نصاب کو اصل ٹھہرانے سے ان پر عید الاضحی کی قربانی بھی واجب ہوگی جس کے لیے ان زیور کو بھی فروخت کرنا پڑے گا۔ اور بعض علاقوں میں جانور مہنگے ہوتے ہیں، ان میں اس قدر قلیل رقم سے قربانی بھی مشکل ہو جائے گی۔

لہٰذا جہاں خالص چاندی ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچتی ہو وہاں تو چاندی کے نصاب کا لحاظ رکھا جائے گا تاکہ شریعت کے صریح حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ لیکن جہاں یہ صورت نہ ہو جیسا کہ آج کل عموماً ایسا ہی ہے تو سکوں اور دوسرے سامان تجارت کے لیے ایسے نصاب کو معتبر ماننا چاہیے جس میں دونوں نصابوں کی رعایت بھی ہو کہ کوئی ایک نصاب بالکلیہ ختم نہ ہو جائے۔ نیز اس میں فقرا کے فائدے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے ساتھ ناانصافی بھی نہ ہو جن پر زکوۃ عائد کی جاسکتی ہے۔

سکوں اور تجارتی سامان کے لیے سونے چاندی کے مخلوط نصاب کی تجویز

اگر کسی شخص کے پاس چند تولے سونا ہے، اور چند تولے چاندی اور کوئی ایک قسم اپنے نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچتی تو اس کے متعلق پہلے بیان ہوا کہ ایسی صورت میں دونوں قسم کا وزن کر کے دیکھا جائے۔ اگر وزن اور اجزاء کے حساب سے ان کا مجموعہ نصاب کو پہنچتا ہے تو زکوۃ عائد ہوگی ورنہ نہیں۔ مثلاً اگر پونے چار تولہ (۳/۴-۳) سونا ہو جو کہ سونے کے نصاب کا نصف ہے اور سوا چھبیس تولہ (۱/۴-۲۶) چاندی ہو جو کہ نصاب چاندی کا نصف ہے تو زکوۃ عائد ہوگی۔ اگر کوئی دھات یعنی سونے چاندی میں سے اس سے کم ہو تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ عصر حاضر میں جبکہ سونے اور چاندی کے نصاب میں آسمان و زمین کا فرق ہے ان فقہاء اور ائمہ مجتہدین کا قول زیادہ مناسب اور اعدل معلوم ہوتا ہے جو سونے چاندی کو قیمت کے اعتبار سے ضم کرنے کے بجائے اجزاء اور وزن کے اعتبار سے ضم اور جمع کرنے کے قائل ہیں۔ اور اسی پر قیاس کر کے عصر حاضر میں سونے چاندی دونوں نصابوں کی قیمتوں کے مجموعے کے نصف کو کاغذی نوٹوں، سکوں اور مال تجارت کے لیے معیار قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سونے کے نصاب کی قیمت معلوم کی جائے، مثلاً آج کل ساڑھے سات (۱/۲-۷) تولہ (۸۷،۴۷۹ گرام) کی قیمت کم و بیش ایک لاکھ روپیہ پاکستانی بنتی ہے[1]، اور چاندی کے نصاب ساڑھے باون تولہ (۱/۲-۵۲) (۶۱۲،۳۵ گرام) کی قیمت کم و بیش چھ ہزار روپیہ پاکستانی بنتی ہے ان دونوں نصابوں کا مجموعہ ایک لاکھ چھ ہزار (۱۰۶۰۰۰) روپیہ پاکستانی ہو گیا۔ اس کا نصف ترپن ہزار (۵۳۰۰۰) روپیہ ہو گیا۔ لہٰذا موجودہ حالات میں سونے اور چاندی کے نرخ کے حساب سے کاغذی سکوں اور نوٹوں کے لیے نصاب ترپن ہزار روپیہ ہو گیا۔ اس طرح وقت کے لحاظ سے سونے و چاندی کا جو موجودہ بھاؤ ہو اس کے مطابق سونے اور چاندی کے مجموعے کے نصف کا حساب نکالیں، اگر کوئی اس طرح کے مخلوط نصاب کے برابر سکوں اور نوٹوں کا مالک ہو تو اس پر زکوۃ عائد کی جائے، ورنہ نہیں۔ سونے چاندی دونوں نصابوں کے مجموعہ کو معیار قرار

---

۱ یہ کتاب آج سے تقریباً بیس پچیس سال پہلے لکھی گئی ہے یہ قیمت اس وقت کے لحاظ سے ہے

Scanned by CamScanner